اکاؤنٹ میں رقم آئی اور بینک نے کاٹ لی تو مالک کو کتنی رقم دینی ہو گی؟

ریفرینس نمبر:IEC-648 تاریخ:16-07-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے بکر کو دس ہزار روپے قرض واپس کرنا تھا اور یہ رقم بکر کے بینک اکاؤنٹ میں آن لائن ٹرانسفر کرنی تھی لیکن زید سے غلطی یہ ہوئی کہ اس نے رقم کسی دوسرے شخص، عمرو کے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی۔ جب زید نے عمرو سے رابطہ کیا اور کہا کہ یہ رقم غلطی سے آپ کے اکاؤنٹ میں چلی گئی ہے تو عمرو نے جواب دیا کہ میرے اکاؤنٹ میں 10,000 روپے آئے ہیں، لیکن میرا اکاؤنٹ کافی عرصے سے ایکٹو نہیں تھا، اس وجہ سے بینک نے آٹومیٹک سسٹم کے تحت اے ٹی ایم (ATM) کارڈ فیس کی مد میں 8000 روپے کاٹ لیے ہیں جو مجھ پر واجب الادا تھے، اب میرے پاس صرف 2000 روپے بچے ہیں جو میں آپ کو واپس دے سکتا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا بکر اپنی 10,000 روپے کی رقم زید سے وصول کرے گا یا عمرو سے؟ پھر زید، عمرو سے کتنی رقم کا مطالبہ کرے گا 10،000 روپے یا 2000 روپے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں بکر کا اصل حق زید پر تھا نہ کہ عمرو پر لہٰذا بکر اپنے قرض کی رقم زید سے ہی وصول کرے گا، ہاں زید نے جو رقم غلطی سے عمرو کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی تھی، عمرو پر لازم ہے کہ وہ مکمل رقم یعنی دس ہزار روپے زید کو واپس کرے۔

بینک نے عمرو کے اکاؤنٹ میں جو معاملہ کیا، وہ عمرو اور اس کے بینک کا معاملہ ہے، زید کی رقم کا حق اس سے ختم نہیں ہو جاتا۔ جو رقم زید نے غلطی سے عمرو کے اکاؤنٹ میں بھیجی، زید کو وہ پوری رقم لوٹانا عمرو پر لازم ہے، اس مال کو روکنا غصب ہو گا۔

بغیر قصد وارادے کے جو چیز قبضے میں آجائے وہ امانت ہوتی ہے، جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں ہے: ”الامانة ھی الشیء الذی وقع فی یدہ من غیر قصد بان القت الریح ثوبا فی حجرہ۔۔۔وفی الامانة لا یبرا الا بالاداء الی صاحبھا“یعنی: جو چیز بغیر کسی ارادے کے قبضے میں آجائے وہ امانت کہلاتی ہے مثلاً ہوا کسی کپڑے کو اُڑا کر کسی شخص کی گود میں ڈال دے (تو وہ کپڑا اس شخص کے پاس بطور امانت ہوگا)۔۔۔اور امانت میں مالک کو سامان لوٹائے بغیر براءت نہیں ہوتی۔

(ملتقطاً، جوھرہ نیرہ، جلد2، صفحہ346، مطبعة الخیریة)

غصب کا حکم بیان کرتے ہوئے علاوہ علاؤالدین حصکفی علیہ الرحمہ در مختار میں فرماتے ہیں: ”وحکمه الاثم لمن علم انه مال الغیر ورد العین قائمة والغرم ھالکة ولغیر من علم الاخیران فلا اثم لانه خطا“ یعنی: غصب کا حکم یہ ہے کہ غاصب گناہ گار ہوگا جبکہ معلوم ہو کہ غیر کا مال ہے اور چیز موجود ہو تو واپس کرے گا اور ہلاک ہو چکی ہو تو تاوان دے گا اور جسے معلوم نہ ہو اس کے لیے آخری دو حکم ہیں، یہ شخص گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ اس سے خطاءً ایسا ہوا ہے۔

(در مختار، جلد6، صفحہ180، مطبوعہ دار الفکر)

بہار شریعت میں ہے: ”غصب کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ دوسرے کا مال ہے تو غاصب گنہگار ہے اور چیز موجود ہو تو مالک کو واپس کردے موجود نہ ہو تو تاوان دے اور معلوم نہ ہو کہ پرایا مال ہے تو اس کا حکم واپس کرنا یا چیز موجود نہ ہو تو تاوان دینا ہے اور اس صورت میں گنہگار نہیں ہوا۔“

(بہار شریعت، جلد3، صفحہ210، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

12ذوالقعدۃ الحرام1446ھ/10مئی2025ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جاسکتی ہے۔
دارالافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.fatwaqa.com | مرکز الاقتصاد الاسلامی(Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
Email:appointment@iecdawateislami.com